سوال

میرا سوال ایک مشہور قضیہ کے بارہ میں ہے وہ یہ کہ : جب معاشرہ والوں کو علم ہوجائے کہ خاوند نے اپنی بیوی کو حمل کی حالت میں چھوڑدیا ہے اوروہ بیوی کی مکمل طور پر مادی معاونت نہیں کرتا تومعاشرہ کے افرادکی ذمہ داری کیا ہوگی کیونکہ عورت کا ساراخاندان کافر ہے ، خاونداور بیوی جس معاشرہ کے افرادہیں جب اس معاشرہ کے لوگوں کوان حالات کا علم ہوجائے توکیا انہیں اس کی دیکھ بھال کرنے سے یہ عذرپیش کرتے ہوئے انکار کرنا جائز ہے کہ ہم کچھ نہیں کرسکتے کیونکہ ہم ایک کفریہ معاشرہ میں زندگی بسرکررہے ہیں ؟ میں نے ایسے ماحول کے بارہ میں بھی سنا ہے کہ اگرکوئی مسلمان معاصی وگناہ کا مستقل ارتکاب کرتا ہے تووہاں کے لوگ اسے اس معاشرے سے نکال دیتے ہیں ، کیا یہ امت کی ذمہ داری نہیں کہ جب کوئی شخص گناہ کا مرتکب ٹھرے یا پھراپنے بیوی بچوں ظلم کرے توامت کے افراداسے اس کی ذمہ داری پوری کرنے کا کہیں ؟ اس سلسلہ میں کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیے اوراس مسئلہ کو حل کرنے کےلیے کیا جائے ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے ، اور دوروو سلام ہوں اللہ کے رسول پر ، بعد ازاں :

اول :

افسوس ہے کہ مسلمانوں میں کچھ ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جو اسلامی آداب واخلاق کا خیال نہیں کرتے ، اوراس پربھی افسوس ہے کہ یہ لوگ کفریہ ممالک میں بستے ہیں ہوان کی یہ زیادتی بڑھ کردین اسلام پرزیادتی کے مترادف ہوجاتی ہے

اللہ سبحانہ وتعالی ان فوت شدہ مسلمان تاجروں پررحم فرمائے جنھوں نے اپنے اخلاق عالیہ سے کئی امتیں دین اسلام میں داخل کیں ، یہ لوگ ایسے نمونے اورآئیڈیل بن گئے جن پرتاریخ اسلام میں فخرکرجاتا رہے گا

آج کل کفریہ ممالک میں مسلمانوں کی تعداد کتنی زیادہ ہے ، اگران میں سے ہر شخص دین اسلام کی تعلیمات اورآداب واخلاق پر صحیح عمل کرتا ، اوریہ مسلمان شخص کےلیے تقوی و پرہیزگاری میں نمونہ بن کردکھاتا توآپ زمین میں بہت بڑی اور عظیم تبدیلی دیکھتے

کفریہ ممالک میں بسنے والے مسلمانوں میں سے اگرہرایک مسلمان شخص صرف ہرسال میں ایک شخص کوہی دین اسلام میں داخل کرتا توآپ زمین میں اس کا وہ اثر دیکھتے جوادیان کی تاریخ میں اب تک سننے میں نہیں آیا

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایسا کہاں ہوسکتا ہے کیونکہ یہ لوگ تونظریاتی طورپربھی دین اسلام کی تعلیمات سے جاہل ہیں ، اوراگران میں سے کسی شخص کودین اسلام کی تعلیمات کا علم بھی ہے تووہ ان تعلیمات پر عمل نہیں کرتا ، مگرجس پراللہ سبحانہ وتعالی کا رحم وفضل ہے وہ عمل پیرا ہے

چاہیے تویہ تھا کہ یہ مسلمان خاوند دین اسلام کے عالی اخلاق کا مالک ہوتا ، اوراس کے نتیجہ میں اس کی بیوی اور بیوی کا ساراخاندان دین اسلام میں داخل ہوجاتا ، لیکن اس کے بدلے میں یہ خاوند توایسے اخلاق کا مالک ہے کہ اس کے اخلاق اور سلوک کی بنا پربہت سارے دین اسلام سے ہی نفرت کرنے لگے ہیں

اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ توطلاق دینے کی نیت سے شادی کرتے ہیں کہ جب اس کا جی بھرجائے اور تعلیم ختم ہوجائے تووہ بیوی کوپھینک دیتا ہے

اورکچھ ایسے بھی ہیں جوشہریت کے حصول اور تعلیم کا ویزہ حاصل کرنے کےلیے شادی کرتے ہیں ، جب ان کا یہ کام ہوجاتا ہے تو بیوی کوچھوڑدیتے ہیں

اور ایسے افراد کا اپنی بیویوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے اس کے بارہ میں آپ جو بات کریں اس میں کوئی حرج نہیں کاش یہ خاوند و نیک و صالح ہوتا، اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اس پر جو ذمہ داری عائد کی ہے وہ فرائض ادا کرتا، اور دین اسلام کے اخلاق عالیہ کو اختیار کرتا تو اس کے لیے دنیا و آخرت میں بہتر تھا

دوم :

بیوی کے اپنے خاوند پر جو حقوق ہیں ان میں سب سے عظیم حق بیوی کا نان و نفقہ ہے اسی کی بنا پر مرد کو حاکم بنایا گیا ہے اور وہ نان و نفقہ کی بنا پر ہے اس کا مستحق ٹھرا ہے

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں النساء (34).

امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" الرجال قوامون علی النساء " یعنی : مرد اپنی بیویوں کو ادب سکھانے اور اللہ نے عورتوں پر اللہ اور خاوندوں کے لیے جو واجب کیا ہے اس کی ادائیگی میں ان کا مؤاخذہ کرنے کے اہل ہیں

" بما فضل اللہ بعضھم علی بعض "

یعنی : مردوں کو اللہ تعالی نے جو ان کی بیویوں پر فضیلت دی ہے کہ وہ بیویوں کو ان کے مہر دیں، اور اپنے اموال سے ان کا نان و نفقہ ادا کریں، اور ان کی ضروریات پوری کریں، اللہ سبحانہ و تعالی نے اس وجہ سے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے

اور اسی لیے وہ ان کے نگران اور حاکم ٹھرے ہیں، کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ان عورتوں کے جو امور مردوں کے ذمہ لگائے ہیں وہ اس کو نافذ کرتے ہیں

دیکھیں : تفسیر طبری (8/290).

معاویہ قشیری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی ایک کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" جب تم خود کھاؤ تو بیوی کو بھی کھلاؤ، اور جب تم پہنو تو بیوی کو بھی پہناؤ، اور بیوی کے چہرے پر مت مارو اور نہ ہی اسی قبیح اور بدصورت کہو، اور گھر کے علاوہ اس سے کہیں بھی بائیکاٹ مت کرو "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے

ابن رشد قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" علماء اس پر متفق ہیں کہ بیوی کے خاوند پر حقوق میں میں بیوی کا نان و نفقہ اور لباس شامل ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اور جس کا بچہ ہے اس پر ان (بچے کی ماں) کا خرچ اور لباس ہے اچھے طریقہ کے ساتھ .

اور اس لیے بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" اور تم پر ان عورتوں کا نان و نفقہ اور لباس اچھے طریقہ سے ہے "

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہند رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا تھا :

" تم اچھے طریقہ سے اتنا کچھ لے لیا کرو جو تمہارے اور تمہارے بچے کے لیے کافی ہو "

نان و نفقہ واجب ہونے پر سب متفق ہیں

دیکھیں : بدایۃ المجتہد و نھایۃ المقتصد (44/2).

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے :

" رجعی یا بائن طلاق والی حاملہ عورت کا وضع حمل تک اس کے خاوند کے ذمہ نان و نفقہ واجب ہے ، کیونکہ اس پر فقھاء کرام کا اتفاق ہے ؛ اس لیے کہ فرمان باری تعالی ہے :

اور اگر وہ (عورتیں) حمل والیاں ہوں تو وضع حمل تک ان پر خرچ کرو . انتہی

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (274/16).

حاملہ عورت کا نان و نفقہ اس کے خاوند کے ذمہ یقینی طور پر واجب ہے ، چاہے بیوی کو طلاق بھی دے دی ہو ! تو پھر اگر بیوی کو طلاق نہ دی ہو تو یہ نفقہ تو اور بھی یقینی واجب ہوگا

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو تم ان پر خرچ کرو حتی کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں . الطلاق (6)

حتی کہ اگر خاوند بیوی کے حقوق سے بری بھی ہو چکا ہو اور پھر بیوی کا حمل واضح ہو جائے تو پھر اس کا نان و نفقہ اس برات میں شامل نہیں ہوگا بلکہ اسے ادا کرنا ہوگا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا :

ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور حمل کا علم ہونے سے قبل اس کے سارے حقوق بھی ادا کر دیے لیکن جب بیوی کا حمل واضح ہوا تو بیوی نے حمل کا نان و نفقہ طلب کیا تو کیا بیوی کو ایسا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں ؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

" اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسا سوال میں بیان کیا گیا ہے تو حمل حقوق سے بری الذمہ ہونے میں شامل نہیں ہوگا ، بلکہ بیوی کو حمل کی حالت میں نان و نفقہ طلب کرنے کا حق حاصل ہے "

دیکھیں : مجموع الفتاوی (361/32).

اس بنا پر بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ خاوند سے اپنا اور حمل کا خرچ حاصل کرے ، اور خاوند کے اخراجات نہ دینے کی صورت میں جو کچھ وہ اپنے اوپر خرچ کر رہی ہے وہ خاوند کے ذمہ قرض ہوگا ، اور جس کے ہاتھ میں اس شخص کا معاملہ ہے اسے چاہیے کہ بیوی نے جو کچھ خرچ کیا اور جو خرچ ہوگا خاوند کو مجبور کیا جائے کہ وہ بیوی کے سارے اخراجات کی ادائیگی کرے

اور اس خاوند کا مال جس شخص کے ہاتھ آئے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ خاوند کی اجازت اور اختیار کے بغیر بھی بیوی کے اخراجات لے لے ؛ کیونکہ اس کے مال میں یہ بیوی کا حق ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنے خاوند کے مال سے خاوند کے علم کے بغیر اپنے اور بچوں کے اخراجات کے لیے رقم لے سکتی ہے

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ ھند بنت عتبہ رضی اللہ تعالی عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان ایک بخیل شخص ہے ، اور مجھے اور میری اولاد کے لیے کافی خرچ نہیں دیتا ، میں اس کی لاعلمی میں مال لے کر ہی اپنا خرچ پورا کرتی ہوں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" تم اچھے طریقہ سے اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچے کے لیے کافی ہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5049) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714).

سوم :

اس خاوند کے بارہ میں یہ علم نہیں ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں چھوڑا ہے ، اور اس کا سبب کیا ہے ، مشروع اور جائز تو یہ ہے کہ اگر بیوی کسی معصیت کی مرتکب ہو یا پھر کوئی واجب ترک کرے ، یا پھر خاوند کی نافرمان ہو تو اسے وعظ و نصیحت کی جائیگی اور اگر یہ فائدہ مند نہ ہو تو پھر اسے چھوڑا جائیگا یعنی اس سے بستر میں علیحدگی اختیار کی جائیگی تا کہ وہ معصیت و نافرمانی سے باز آجائے

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا خوف ہو تو انہیں نصیحت کرو ، اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو ، اور انہیں مار کی سزا دو ، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو ، یقینا اللہ تعالی بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے النساء (34).

اور کچھ علماء کرام کی رائے ہے کہ بیوی کو گھر سے نہیں نکالا جائیگا بلکہ گھر میں ہی رکھ کر اس سے بستر میں علیحدگی اختیار کی جائیگی ، اس کی دلیل معاویہ قشیری رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث اوپر بیان ہو چکی ہے

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گھر سے نکل کر بیویوں سے علیحدگی اختیار کی تھی ، اور یہ مختلف ہو سکتا ہے جیسا خاوند دیکھے کہ بیوی پر اس کا خود گھر سے جانا اثر انداز ہو سکتا ہے یا کہ گھر میں ہی رہتے ہوئے بستر میں علیحدگی اختیار کرنا

اس مسئلہ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اختلاف نقل کرنے کے بعد کہا ہے :

"حق یہ ہے کہ یہ چیز حالات کے اختلاف سے مختلف ہوگی، بعض اوقات گھروں میں ہی بیوی سے علیحدہ رہنا گھر سے باہر جانے کی بجائے زیادہ اثراانداز ہوسکتا ہے، اور بعض اوقات اس کے بر عکس ہوسکتا ہے

بلکہ غالب طور پر تو گھر سے باہر جانا اور بیوی کو گھر میں ہی چھوڑ دینا دلوں پر زیادہ اثرانداز ہوتا ہے، اور خاص کر عورتوں کے دل تو بہت کمزور ہوتے ہیں اس سے خاوند انہیں چھوڑ کر گھر سے جائے تو بہت زیادہ اثر پڑتا ہے

دیکھیں: فتح الباری (301/9).

ان سب حالات میں جبکہ بیوی اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کیے ہوئے ہے تو اس کا نان و نفقہ خاوند کے ذمہ ہے یہ منقطع نہیں ہوگا، لیکن اگر بیوی نافرمانی کرتے ہوئے گھر سے نکل جائے تو پھر اس حالت میں وہ نان و نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی

لیکن اگر وہ حاملہ ہے تو پھر بچے کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ ہونگے، چاہے بیوی نافرمان ہی ہو؛ کیونکہ حاملہ عورت کا نان و نفقہ اس کے حمل کے لیے نہ کہ عورت کے لیے، مالکی حضرات کا قول اور شافعیہ کا بھی ایک قول یہی ہے، اور امام احمد سے ایک روایت ہے

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (274/16).

دیکھیں ہم نے سب لوگوں کے لیے بیان کر دیا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے بیوی کے حقوق کی کفالت کی ہے، اور اس کے خاوند کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرے، اور اگر بیوی کسی واجب میں کوتاہی کرے، یا پھر معصیت و نافرمانی کرے تو پھر خاوند اسے چھوڑنے اور اس سے بائیکاٹ کرنے سے قبل وعظ و نصیحت کریگا

اور اگر وہ اس سے بائیکاٹ بھی کرتا ہے تو بیوی کا نان و نفقہ ادا کریگا اس کے لیے نان و نفقہ ختم کرنا حلال نہیں، لیکن اگر بیوی نافرمان ہو اور وہ خاوند کے گھر سے نکل جائے تو پھر نان و نفقہ نہیں ہوگا

اور اگر بیوی حاملہ ہو اور وہ بیت زوجیت میں ہی ہو تو اس کا نان و نفقہ یقینی ہوگا، اور اگر وہ نافرمان ہونے کی وجہ سے خاوند کے گھر میں نہیں تو بھی حمل کا نان و نفقہ منقطع نہیں ہوگا

جو شخص استطاعت اور قدرت رکھتا ہے وہ اس عورت کے خاوند سے بات چیت کرے اور اسے نصیحت کرے کہ وہ اس سلسلہ میں کوتاہی سے کام مت لے، اور خاوند سے مطالبہ کرے کہ یا تو بیوی کو اچھے طریقہ سے اپنے پاس رکھے، یا پھر اسے اچھے طریقہ سے چھوڑ دے، اس کے لیے بیوی کو معلق کر کے چھوڑنا جائز نہیں، کہ بیوی کو نہ تو شادی شدہ رہنے دے اور نہ ہی وہ مطلقہ ہو

اس کے مال میں بیوی کا نان و نفقہ واجب ہے، اور اگر اس سے جبرا مال لے کر بیوی کو نفقہ اور اخراجات کے مطابق دیا جائے تو جائز ہے، اور جب سے خاوند نے بیوی کو چھوڑ رکھا ہے اس وقت سے بیوی نے جو اخراجات کیے ہیں وہ سارے خاوند سے لیے جائیں، اور اس کے بعد اس کا نان و نفقہ مستقل طور پر لازم ہوگا

کسی ایسے شخص کے لیے حلال نہیں جو امور کو حل کرنے اور سنبھالنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس بیوی کو ویسے ہی چھوڑ دے اور اس کا خیال نہ کرے، اور خاص کر جب یہ بیوی کفار خاندان سے تعلق رکھتی ہے اس لیے یہ بات حتمی ثابت ہو جاتی ہے کہ اس کے ارد گرد رہنے والے مسلمانوں کا اس کا زیادہ خیال رکھنا ہوگا، تاکہ اس عورت کے دین کی حفاظت ہو، اور مظلوم کی مدد و نصرت ہو سکے

معاشرے کے افراد کا کسی مظلوم شخص کی دادرسی کرنا، اور محتاج کی ضرورت پوری کرنا، اور لاچار و مضطر کی شکایت سننا، اس کا پورا بدلہ نہیں ہے، اگر وہ اس کا اہتمام کریں تو بہت

اچھا ہے، لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر ملامت کے مستحق نہیں ہونگے؛ بلکہ یہ چیز تو انسان کے اسلام کی حقیقت ہے، اور دین اسلام میں ایک سلیم معاشرے کا رنگ ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"آپ مومنوں میں آپس میں رحمدلی اور محبت و مودت اور عاطفت میں ایک جسم کی طرح دیکھیں گے، جب جسم کا کوئی ایک حصہ تکلیف محسوس کرے تو سارا جسم ہی تکلیف اور بخار کا شکار ہو جاتا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (6011) صحیح مسلم حدیث نمبر (2586).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ کہتے ہی : ظاہر یہی ہوتا ہے کہ آپس میں محبت و مودت اور نرمی و عاطفت اگرچہ یہ سب آپس میں قریب المعنی ہیں، لیکن ان میں ایک لطیف باریک سا فرق ہے، تراحم سے مراد یہ ہے کہ اخوت ایمانی کی بنا پر وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمدلی کرتے ہیں، کسی اور سبب کی بنا پر نہیں

رہی آپس میں محبت و مودت تو اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے کام کیے جائیں جو محبت و مودت پیدا کریں یعنی تحفہ تحائف دیے جائیں، اور ایک دوسرے سے ملاقات کریں، اور ہدیہ وغیرہ دیں

اور رہی عاطفت و نرمی تو اس سے مراد یہ ہے کہ ایک دوسرے کی معاونت کی جائے، جس طرح اس پر کپڑا معاونت کرتا ہے تا کہ اس میں قوت پیدا ہو" اھ مختصرا

قولہ : "کمثل الجسد" یعنی ایک جسم کی مانند جس طرح جسم کے سارے اعضاء مل کر ایک جسم بنتا ہے، اور اس میں تشبیہ اس طرح ہے کہ سارا جسم تھکاوٹ اور راحت میں موافق ہوتا ہے

ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو جسم اور اہل ایمان کو جسم کے اعضاء کے ساتھ تشبیہ دی ہے، کیونکہ ایمان اصل ہے اور تکلیفات اس کی فروعات ہیں، اس لیے جب کوئی شخص فروعات میں خلل پیدا کرے تو اس سے اصل بھی متاثر ہوگا

اسی طرح جسم اصل ہے جس طرح کہ ایک درخت ہوتا ہے اور جسم کے اعضاء درخت کی ٹہنیوں کی طرح ہیں، لہذا جب کوئی بھی عضو تکلیف محسوس کرے تو درخت کی طرح سارے اعضاء تکلیف محسوس کرتے ہیں، بالکل ایسے ہی جیسے کسی ایک ٹہنی کو ضرب لگائی جائے تو ساری ٹہنیاں حرکت کرنے لگتی ہیں " انتہی

ماخوذ از : فتح الباری

یقینا فقیر و مسکین اور ضرورتمند عیالداری کرنا اور اس کی ضرورت پوری کرنا مسلمان کے مال میں ایک اساسی حصہ شمار ہوتا ہے، اور جس معاشرے میں یہ ضرورتمند اور فقیر رہتا ہے اس پر فرض و واجب ہے کہ اس کی ضرورت پوری کرے

اللہ سبحانہ وتعالی نے مومنوں کی مدح سرائی کرتے ہوئے ان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے :

اور ان کے اموال میں سوال کرنے اور محروم اشخاص کے لیے ایک معلوم حق ہے .

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"وہ شخص مومن نہیں ہے جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو"

اسے امام بخاری نے الادب المفرد (112) میں روایت کیا اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے

لہذا اللہ سبحانہ وتعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ اس خاوند کی اصلاح فرمائے اور اسے اپنے گھر کی اصلاح کرنے کی توفیق دے ، اور اللہ سبحانہ وتعالی نے اس بہن کو جس آزمائش میں ڈالا ہے وہ اس پر صبر کرے ، اور اگر وہ صبر و تحمل سے کام لیتی ہے تو اسے اجر وثواب کے حصول پر خوش ہو جانا چاہیے ، کہ وہ اپنی مصیبت میں صبر سے کام لیتے ہوئے اجر وثواب کی نیت کرے گی تو اللہ تعالی اسے اجر وثواب عطا فرمائیگا

اس بہن کو اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ اسے اس مشکل اور تنگی سے نکالے ، اور اس کے لیے وہ کچھ اختیار فرمائے جو اس کے دین و دنیا کے لیے بہتر ہو

واللہ اعلم .

الاسلام سوال و جواب

101405